دارالافتاء		مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب *

مسلمانوں کیلئے ویلنٹائن ڈے اور اپریل فُول منانا حرام ہے

استفتاء

بخدمت جناب مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک السلام علیکم ورحمۃ اللہ، یہ ناکارہ ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے وطن عزیز پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں لوگ ۱۴ فروری کا دن خوشی کے طور پر مناتے ہیں، اس دن لوگ اظہار محبت کے لئے ایک دوسرے کو کارڈز بھیجتے ہیں اور اس دن کو ویلنٹائن ڈے کہا جاتا ہے۔ ہم نے اس دن کے بارے میں یہ سنا ہے کہ یہ یہودیوں کا مذھبی تہوار ہے۔ تو کیا مسلمانوں کو اس دن کا منانا اور ایک دوسرے کو ویلنٹائن کارڈز بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسکی تاریخی حیثیت کیا ہے، کیا واقعی یہ یہود کا مذھبی تہوار ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں اصل حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔

والسلام		دعاؤں کا طلبگار

محمد شاہد آف کرک حالاً کراچی	(۲۵ فروری ۲۰۰۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق

مسلمان آج کل اس دور سے گزر رہے ہیں جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے آج سے کئی سو سال پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اس دور میں یہود وھنود کیساتھ مشابھت میں اس حد تک پہنچ جائیں گے کہ یہود میں سے اگر کوئی اپنی ماں کیساتھ اعلانیہ زنا کر چکا ہو تو اس دور کے بعض مسلمان بھی اسی طرح کریگا۔

---

* مفتی واستاد شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء - جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دور حاضر میں تقریبا مسلمانوں پر وہی حالت طاری ہو چکی ہے کبھی ہنود کی مذہبی تھوار بسنت کو بڑے اہتمام اور رغبت اور جوش وخروش سے مناتے ہیں حالانکہ ھندووں کے ہاں اس تہوار کو مذہبی اور ایک گستاخ رسول ھندو نوجوان حقیقت رائے دھری کی یاد میں مناتے ہیں اور مسلمان اس روز بھی لاکھوں روپے ضائع کرتے ہیں بلکہ آج کل تو مملکت خداداد پاکستان میں ہندوؤں کی مذہبی تہوار بسنت کو سرکاری سطح پر منانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور اسی طرح مسلمان کبھی کرسمس منانے میں عیسائیوں کیساتھ دوش بدوش نظر آتے ہیں، تو کبھی عیسائیوں کے نئے سال کی آمد پر ایک دوسرے کو نیوائر کی مبارکباد دیتے ہیں اور یہ زبوں حالی مسلمانوں پر اسلئے آئی ہے کہ روشن خیال مسلمان انکو مہذب دنیا سمجھتی ہے اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کئی اہل مغرب مسلمانوں پر قدامت پسندی اور بنیاد پرستی کا اعتراض نہ کرسکیں، اور وہ لوگ مسلمانوں کو روشن خیال اور اپنی طرح بزعم خور مہذب سمجھ کر ان سے راضی ہوں اور انکے دلوں میں مسلمانوں کیلئے محبت اور خلوص پیدا ہو۔ حالانکہ ایسا ہرگز ممکن نہیں کیوں کہ یہود وھنود مسلمانوں اور اسلام کے روز اول سے دشمن چلے آرہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح اور صاف الفاظ میں فرمایا ہے ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم (الایۃ) کہ یہ لوگ تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے نظریات اور خواہشات کی تابعداری نہ کرو، تو اس اعلان عام کے بعد بھی ان لوگوں سے محبت کی امید رکھنا تعلیق بالمحال نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام کی ابتداء زمانہ سے لیکر آج تک یہود وھنود نے مسلمانوں کیساتھ کب اور کہاں جائز اور خلوص ومحبت کا رویہ رکھا، ان کو جب کبھی موقع ملا ہے مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچایا ہے اور اہل اسلام کو مذہبی، نظریات اور افرادی طور پر کمزور کرنے کیلئے لاکھوں، کروڑوں ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ اسلئے مسلمانوں کو اس خواب غفلت اور خیال خام سے نکلنا ہوگا اور دوسروں کو بھی نکالنا ہوگا۔ تو ویلنٹائن ڈے منانا بھی یہود وھنود کیساتھ مشابھت کی ایک کڑی ہے، اس دن کی حقیقت اور تاریخی حیثیت کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں۔

۱) ایک روایت یہ ہے کہ دوسری صدی عیسوی میں روم پر کلاڈیس دوم کی حکومت تھی بادشاہ کو لڑنے کا بہت شوق تھا اس نے مضبوط فوج بنائی اور ہمسایہ ممالک پر فوج کشی کردی، جنگیں طویل ہوگئیں، فوجی مارے گئے، بادشاہ نے نئی بھرتیاں شروع کردیں، روم کے نوجوان ان دنوں عیش پرستی کا شکار ہوچکے تھے، وہ فوج میں بھرتی ہوتے اور جنگوں پر جانے سے کتراتے تھے۔ بادشاہ نے ان نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرنے کیلئے انوکھی ترکیب سوچی اس نے کنوارے مردوں کی شادی کرنے پر پابندی لگادی۔ بادشاہ کا کہنا تھا کہ کنوارہ نوجوان زیادہ بھادری سے لڑتا ہے، ان دنوں فوج میں بھرتی ہونے، لڑنے اور لڑائی سے واپس کرنے والوں کو شادی کی اجازت تھی، یہ رسم ظالمانہ تھی، ان دنوں روم کے کیتھولک چرچ میں ویلنٹائن نام کا ایک پادری تھا، اس نے بادشاہ کی اس پابندی کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا فیصلہ کیا وہ رات کی تنہائیوں میں روم کے نوجوان مردوں اور عورتوں کو جمع کرتا اور انکی خفیہ شادیاں کرادیتا، بادشاہ کو

اسکے خفیہ ذرائع نے سینٹ ویلنٹائن کی حرکات کی اطلاع کردی گئی تو ویلنٹائن رنگے ہاتھوں گرفتار ہوگیا لہٰذا اسے گرفتار کرکے جیل میں بند کردیا گیا، سینٹ ویلنٹائن جیل میں اتوار کے روز قیدیوں اور عملے کو عبادت کرانے لگا، اسی عبادت کے دوران ایک روز اس نے جیلر کی اندھی بیٹی دیکھی اور اس پر عاشق ہوگیا، وہ اسے خط لکھتا، یہ خط جیلر کی بیٹی کو اسکی ایک سہیلی پڑھ کر سناتی، ویلنٹائن پر مقدمہ چلا، اس نے اعتراف جرم کرلیا، جج نے اسے موت کی سزا سنادی، موت سے چند روز پہلے ویلنٹائن نے دنیا کا پہلا ویلنٹائن ڈے منایا، اس نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر فرام یور ویلنٹائن لکھا اور اپنی محبوبہ کو بھیج دیا یہ فروری کے دوسرے ہفتے کا آخری دن تھا، اس رات ویلنٹائن کو موت کی سزا دے دی گئی یہ ۱۴ فروری ۲۷۰ء تھا اگلے سال روم کے نوجوانوں نے ویلنٹائن کی برسی پر ویلنٹائن ڈے منایا۔　(بحوالہ ضرب مؤمن تحریر یاسر محمد خان)

(۲)　اس دن کی تاریخی حیثیت کے بارے میں دوسری روایت یہ ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلفوں کے اسیر ہوئے، چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کیلئے نکاح ممنوع تھا اسلئے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کیلئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوش عشق میں یہ سب کچھ کرگزرے کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کردیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو شہید محبت کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے انکی یاد میں دن منانا شروع کردیا۔

(بحوالہ محدث جلد ۳۲، شمارہ ۳، مارچ ۲۰۰۰ء)

اگرچہ ان واقعات کا مستند ہونا ثابت نہیں مگر اتنا یقین کیساتھ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اس دن کا آغاز رومیوں سے ہوا ہے۔

(۳)　تیسرا واقعہ انسائیکلو پیڈیا بک آف نالج میں ویلنٹائن ڈے کے تاریخی پس منظر کے بارے میں ہے کہ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں یہ یقین سے کہا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے، بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے، بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن ڈے کے نام سے منایا جانے لگا، تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا اسے ہر اس فرد کیلئے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا سترہویں صدی کی پرامید دوشیزہ کیطرف یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیہ کیساتھ پانچ پتے ٹانکے، اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھ سکے گی بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈوں کا سلسلہ شروع کردیا۔

(بحوالہ ویلنٹائن ڈے، یوم اوباشی قاتل بسنت، شائع کردہ صدیقی ٹرسٹ)

(۴) یہ اس دن کی تاریخی حقیقت کے بارے میں تیسری روایت تھی، چوتھی روایت اس دن کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں ہے لکھتے ہیں کہ سینٹ ویلنٹائن ڈے کو آج کل جس طرح عاشقوں کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی جو نئی روایت چل نکلی ہے اسکا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا پر کالیا کے حوالہ سے پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوار بار آوری سے ہے یا پرندوں کے ایام اختلاط سے ہے۔ (بحوالہ محدث جلد ۳۲ شمارہ ۳، ۲۰۰۰ء)

(۵) پانچویں روایت یہ ہے کہ ویسے بھی فروری کا وسط اہل روم کے ہاں زمانہ قدیم سے متبرک سمجھا جاتا ہے، پندرہ فروری کو رومی موسم سرما اور موسم گرما کا عین درمیان سمجھتے ہیں انکا کہنا ہے یہ دو موسموں کے ملاپ کا دن ہے۔ اسلئے اس دن کو اہل روم اپنے گھروں کو خصوصیت کے ساتھ صاف کرتے تھے، پورے گھر میں نمک اور خاص قسم کی گندم جیسے سپلٹ کہا جاتا تھا بکھیرتے تھے، گھروں میں خوشبودار اگربتیوں کا بندوبست کیا جاتا تھا، انکا کہنا تھا کہ یہ زراعت کے دیوتا (Favnus) فیونس کا دن ہے، تمام شہر والے اسی دن (Favnus) فیونس کے مقدس غار کے گرد جمع ہوتے تھے، پادری مقدس دعائیں پڑھتا تھا اور اس کے لئے ایک بکری اور ایک کتے کی قربانی دی جاتی تھی، بکری کی قربانی اچھی فصلوں اور کتنے کی قربانی روحانی درجات بلند کرنے کیلئے دی جاتی تھی، اس کے بعد نوجوان لڑکے بکری کا سر باریک کاٹ دیتے تھے، پھر ان ٹکڑوں کو رسیوں سے باندھ کر بکری اور کتے کے خون میں ڈبوتے تھے اور اس خون کو مقدس خون سمجھا جاتا تھا، بعد ازاں وہ لڑکے ان رسیوں کو لیکر شہر اور کھیتوں میں پھرتے تھے، روم کی خواتین ان رسیوں سے اپنے جسم کو مس کرتی تھی روم والوں کا خیال تھا کہ ان رسیوں کو شہر میں گھمانے سے شہر میں خوشحالی آئے گی، کھیتوں میں لے جانے سے اچھی فصلیں ہوں گی اور خواتین کو مس کرنے سے انکی صحت منداور پاکباز اولاد پیدا ہوگی، تو گویا یہ اصل میں روم کا قدیم تہوار تھا۔ بلکہ قدیم روم میں اس تہوار کو خاوند کے شکار کا دن سمجھا جاتا تھا۔ گویا رومی تہذیب میں عورت اپنے لئے خاوند تلاش کرے گی۔ جبکہ اسلامی معاشرے میں شادی بیاہ کی تمام تر ذمہ داری خاوند کے ذمہ لازم ہے، عورت کا خاوند کی تلاش میں باہر نکلنے کو بے حمیتی اور بے غیرتی سمجھی جاتی ہے، اسلام نے عورت کو ایک قابل احترام مقام دے رکھا ہے۔ (بحوالہ ضرب مؤمن تحریر یاسر محمد خان)

تو ان تاریخی روایات سے معلوم ہوا کہ ۱۴، اور ۱۵ فروری کا دن یہود اور اہل روم کے تہوار کا دن ہے وہ لوگ اس دن کو مذہبی اور روایتی طور پر مناتے ہیں اسلئے مسلمان ہونے کے ناطے سے کسی بھی مسلمان کیلئے شرعاً اور اخلاقاً ہرگز روا نہیں کہ وہ اس دن کو خوشی کا دن منائیں۔ اسمیں ایک دوسرے کو کارڈز بھیج دے اور خوشیاں منائے، اور اگر بالفرض اس دن کے ان تاریخی حقائق کو پس پشت ڈال کر دیکھا جائے تو مسلمانوں کیلئے اس دن کا منانا تب بھی جائز

اپریل فول......

نہیں ہے اسلئے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اہل یورپ انسان سوز اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں، جنس پرست اور عیاش مردوزن وہ حرکات وسکنات کرتے ہیں جنکے مشاہداتی واقعات بعض رسائل، وجرائد، اور اخبارات میں شائع کئے جاچکے ہیں، اسلئے یہ دن ہر اعتبار سے اوباشی کا دن ہے، اس دن کے منانے سے اہل یورپ کا اصل مقصود مردوزن میں ناجائز تعلقات کوفروغ دینا ہے بلکہ اس طریقہ کار کو تقدس عطاء کرنا، لوگوں میں جنسی بے راہ روی پیدا کرنا ہے اور اسی کے سہارے مسلمانوں سے غیرت ایمانی نکالنا ہے۔ اور اسی پر عمل کرتے ہوئے اسلامی ممالک میں مغرب زدہ لوگ مسلمانوں کو اخلاقی زوال سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ حالانکہ اسلام نظام حیات کا وہ قانون ہے جس نے ہر اس عمل کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے جو اس قسم کے ناجائز تعلقات، خرافات اور جنسی بے راہ روی کے قیام کا سبب بنتے ہوں، مثلاً اسلام نے کسی غیر محرم کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنے کو آنکھوں کا زنا قرار دیا ہے۔ اور بیوی کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے کسی غیر محرم عورت کے صفات بیان نہ کرے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاتباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها کانه ینظر الیها (مشکوۃ ۲/۲۰۵ رقم حدیث ۳۰۹۹) کہ کوئی عورت دوسری عورت کیساتھ مباشرت نہ کرے، پس وہ عورت اپنی شوہر کو اس دوسری عورت کے محاسن بیان کرے گی اور یہ ایسا ہوگا کہ گویا وہ اسکو دیکھ رہا ہے۔

اسلئے اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک مسلمان کیلئے اس دن کے منانے کی ہرگز گنجائش نہیں لہٰذا جو مسلمان اس دن کو مناتے ہیں اور اسمیں ایک دوسرے کو ویلنٹائن کارڈز بھیجتے ہیں وہ دیگر محرمات کیساتھ ساتھ یہود وھنود کیساتھ مشابہت اختیار کرنے کے جرم کا ارتکاب بھی کرتے ہیں جس سے یہود وھنود کی نظریاتی جماعت کو تقویت ملتی ہے، حالانکہ شریعت مطھرہ نے غیر مسلموں کیساتھ انکے مخصوص نظریات، طور طریقے اور مذہبی روایات میں مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایامن تشبہ بقوم فھو منھم (الحدیث) جو کسی قوم کیساتھ مشابہت کرے تو وہ ان میں سے ہے۔

اسکے علاوہ غیر مسلموں کے تھواروں اور دیگر رسم ورواج اور مذھبی مجالس اور طریقہ کار میں شرکت انکی جماعت کو زیادہ کرنا ہے اور یہ بھی شرعاً ممنوع ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ من کثر سواد قوم فھو منھم (الحدیث) جس نے کسی قوم کی جماعت کو زیادہ کیا وہ ان میں سے ہے۔ یعنی اسطرح کی مشابہت اور انکی جماعت زیادہ کرنے سے انکے ساتھ قیامت کے دن حشر اور انکی جماعت میں اٹھنے کا خوف ہے۔

اس سے قطع نظر اسلام ایک الہامی دین ہے، اور اسکے بھی کچھ روایات اور اقدار ہیں جنکی پاسداری کرنا ہر متبع اسلام کی ذمہ داری ہے، اسلام نے مسلمانوں کیلئے دو تہوار (عیدالفطر وعیدالاضحیٰ) مقرر کئے ہیں اور ان تہواروں میں حدود شرع کے اندر رہتے ہوئے خوشی اور اظہار مسرت کی اجازت دی ہے، اور اس سے قبل جتنے بھی تہوار مروج تھے اسکو

یکسر ختم کر دیا، سنن نسائی میں حضرت انسؓ کی راویت ہے کہ دور جاہلیت میں مدینہ منورہ کے لوگ سال میں دو تہوار منایا کرتے تھے، جب آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے جانثار صحابہ کرامؓ سے فرمایا و قد ابدلکم اللہ بھما خیراً منھما، یوم الفطر و یوم الاضحیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دو تہواروں کے بدلے دو اچھے تہوار عطاء کر دیئے ہیں جو ان تہواروں سے بہتر ہیں اور وہ عید الفطر و عید الاضحیٰ ہیں۔ حالانکہ مدینہ منورہ کے ان دو تہواروں میں کوئی مذھبی رنگ شامل نہ تھا وہ صرف ثقافتی تہوار تھے، لیکن اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے امت کیلئے ناجائز قرار دے دیا، اور پھر جب ان تہواروں میں غیر مسلموں کا مذہبی رنگ بھی شامل ہو تو پھر اسکے جواز اور رخصت کی گنجائش کہاں سے نکل آسکتی ہے۔ اس روایت نے صاف الفاظ میں واضح کر دیا کہ کسی نئے یا پہلے سے رائج شدہ غیر مسلموں کے تہواروں کو اسلامی معاشرے میں داخل کرنا یا از خود کوئی نئی تہوار مقرر کرنا اضافہ فی الدین کے مترادف ہے اور پھر جب خاص کر اس میں بے ہودگی، جنسی بے راہ روی اور اسلامی اقدار کی پامالی نظر آنے لگے۔ ان خرافات اور بے راہ روی کی وجہ سے عیسائی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیئے، بنکاک میں ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایسی دکان کو نذر آتش کر دیا جس پر ویلنٹائن کارڈ فروخت ہو رہے تھے۔

(بحوالہ ویلنٹائن ڈے یوم اوباشی قاتل بسنت ص ۵)

رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کے تہواروں کے بارے میں اتنے حساس تھے جس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔ ثابت بن الضحاک قال نذر رجل علی عھد رسول اللہ ﷺ ان ینحر ابلاببوانة فاتی النبی ﷺ فقال انی نذرت ان انحر ابلاببوانة فقال النبی ﷺ ھل کان فیھا وثن من اوثان الجاھلیة یعبد قالوا لاقال ھل کان فیھا عبد من اعیادھم قالوا لاقال النبی ﷺ اوف بتدرک فانہ لاوفاء لنذر فی معصیة اللہ و لافیما لایملک ابن ادم۔

(سنن ابی داؤد ۲/۱۱۳ باب مایومربہ من وفاء النذر)

کہ ایک صحابیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی ہے، تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا دور جاہلیت میں وہاں کسی بت کی پوجا ہوتی تھی؟ تو صحابہ نے عرض کیا نہیں تو پھر آپ ﷺ نے (دوسرا سوال کیا) ھل کان فیھا عید من اعیادھم؟ کیا وہاں مشرکین تھواروں میں سے کوئی تہوار کو وہاں منعقد نہیں ہوتا تھا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ اب جاؤ اور اپنی نذر پوری کرو کیونکہ جس نذر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عنصر پایا جائے اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

اس روایت پر اگر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ غیر مسلموں تھواروں کے بارے میں

کتنے حساس تھے، غیر مسلموں کے تہواروں کو مسلمانوں کیلئے منانا تو دور کی بات اگر کسی جگہ کسی وقت غیر مسلم تہوار منعقد ہو چکے ہوں اور بعد میں ختم ہو چکے ہوں اور وہاں پر مسلمانوں کا کوئی صرف مشابہت کا شک پیدا کرے تو وہاں پر جائز ذمہ داری پورا کرنا جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ آج کے مسلمان غیر مسلموں کے تہواروں کو پروان چڑھاتے ہیں اور انکو بہت ہی اہتمام اور جوش وخروش کیساتھ مناتے ہیں، اور ان اقوام جن کے ہاں تہذیب کا کوئی نام ونشان بھی نہیں تو ان کیساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں اور اسکو روشن خیالی اور اعزاز سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اہل یورپ اور امریکیوں جیسے جنس پرست قوم کیساتھ شانہ بشانہ چلنا ہمارے لئے کوئی اعزاز کی بات تو نہیں، ان اقوام کی تہذیب اور کلچر نے صرف اپنا نہیں ہماری نئی نسل کے کردار کو بھی مسخ کر دیا ہے اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خود بھی اس قسم کے خرافات، لغویات اور گناہ کے امور سے بچیں اور دوسرے ناسمجھ مسلمانوں کو بھی اسمیں مبتلا ہونے سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت پر مستقیم فرمائے اور ہمیں یہود وہنود کی چالوں سے محفوظ اور امان میں رکھے، امین۔ وھوالموفق

مختار اللہ حقانی۔ خادم التدریس والافتاء

جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک یکم مارچ ۲۰۰۵ء

اپریل فُول منانا حرام وناجائز ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یکم اپریل کو بعض افراد لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ان کے گھر ٹیلی فون، خط یا کسی اور ذریعے سے کوئی حادثاتی پیغام وغیرہ دیتے ہیں جبکہ وہ یہ پیغام محض جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے۔ اس پیغام سے بعض کمزور دل والوں کی موت تک واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ بعض کو مالی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور کئی لوگ اس پیغام سے بیمار پڑ جاتے ہیں۔ لیکن قانونی لحاظ سے اس پیغام رساں کا کوئی تعاقب نہیں کیا جاتا اور نہ وہ شخص سزا کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے کیونکہ دنیا بھر میں یہ خاص دن مذاق اور مسخرے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اور اس دن کا نام اپریل فول رکھا گیا ہے۔ اس طرح کی اطلاع سے مختلف حادثات رونما ہوتے ہیں امید ہے آنجناب اس سے آگاہ ہوں گے، اس لئے آنجناب سے اس دن کی شرعی حیثیت معلوم کرنا ہے کہ اس دن کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور کیا اس دن کو بنیاد بنا کر اس کے سہارے لوگوں کو جانی اور مالی نقصان دینا جائز ہے، مہربانی فرما کر اس دن کی تاریخی حقائق پر بھی آگاہ کریں...... (حافظ عبداللہ مصطفیٰ) شاہدرہ لاہور۔ ۱۱ مارچ ۲۰۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق

مغرب میں زمانہ قدیم سے کئی مختلف خلاف فطرت اور خلاف عقل امور کا ارتکاب رائج ہیں' کبھی تو وہ لوگ اظہار محبت کے لئے ۱۴۔۱۵ فروری کو عجیب وغریب انداز اختیار کرتے ہیں۔اور اس اظہار محبت کے لئے انہوں نے اس کو ۱۴' ۱۵ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے مناتے ہیں تو کبھی یکم اپریل کے دن لوگوں کو بے وقوف بنانے اور ان کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ بول کر اس قبیح حرکت کا ارتکاب کرتے ہیں۔اور اس جھوٹ اور دھوکہ کو نہ صرف جائز بلکہ اس پر فخر کیا جاتا ہے اور اس شخص کو یکم اپریل کی تاریخ سے صحیح فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے۔مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں بھی مغرب کی یہ بے ہودہ تہذیب سرایت کر چکی ہے۔اور ان کی اس بدتہذیبی سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ اس قسم کے بیہودہ اور خلاف عقل وفطرت امور میں شانہ بشانہ چلتے ہیں اور اس کو اپنے لئے ترقی' روشن خیالی اور لبرل خیال تصور کرتے ہیں' جبکہ اسلام نے ہم کو اس سے منع کیا ہے کہ من تشبه بقوم فهو منهم (الحدیث) جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے اور اس کے علاوہ اسلام ایک دین فطرت ہے۔لقوله علیه السلام کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه اویمجسانه (الحدیث) اور فطرت اس بات کی کہ ہرگز اجازت نہیں دیتی ہے کہ جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔یا اس کو ذہنی کوفت وتکلیف میں مبتلا کیا جائے۔اسلام نے اپنے ابدی اور سرمدی قانون میں لوگوں کے اموال اور جان کے تحفظ کا درس دیا ہے۔اور یہ قانون جاری کیا ہے کہ من قال لا اله الا الله عصم منی دماءه واموالـه الابحقه (الحدیث) کہ جو لا الہ الا اللہ کہے تو اس کی جان ومال دونوں مجھ سے محفوظ ہوئے الا حق کے ساتھ۔بلکہ غیر مسلم مستامنین' ذمیین اور دار الاسلام میں باجازت آنے والوں واردین کے اموال اور جان کی بھی تحفظ کا حکم دیا ہے۔اور اس تحفظ لازمی اور بلاوجہ شرعی کسی کو تکلیف دینے کو حرام قرار دیا ہے۔اور قانون نافذ کیا ہے کہ لا ضرر ولا ضرار فی السلام (الحدیث) کہ اسلام میں ضرر اور ضرار دونوں نہیں۔ اس کے علاوہ جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کو حرام قرار دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من غشنا فلیس منا (الحدیث) جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں اور اسی طرح جھوٹ کو منافقین کی نشانیوں میں شمار کیا گیا' آپ ﷺ نے آیة المنافق ثلاثة اذا حدث کذب اذا اتمن خان واذا وعد اخلف (الحدیث) کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں۔جب وہ بات کرے گا' جھوٹ بولے گا' جب اس کے پاس امانت رکھی جائے گی اس میں خیانت کرے گا' اور جب وہ وعدہ کرے گا تو اس کے خلاف کرے گا۔چونکہ اپریل فول میں ان تمام قبیح امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے اس لئے اس دن کا منانا شرعاً حرام وناجائز ہے۔اس کے علاوہ اس دن کا تاریخی پس منظر بھی قبیح ہے۔حضرت مولانا مفتی محمد

تقی عثمانی مدظلہ العالی اس دن کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

.... اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں، بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترھویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا' اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے' وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite (اپروڈائٹ) کیا جاتا ہے اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کر کے مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا۔

(برٹانیکا پندرہواں ایڈیشن ص۔۲۹۲' ج:۸)

لہذا بعض مصنفین کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی تھی' اور اس کیساتھ ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا' اس لئے اس دن کو لوگ جشنِ مسرت منایا کرتے تھے' اور اسی جشنِ مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے اپریل فُول کی شکل اختیار کر گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے دن لوگ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے تحفے کے نام پر کوئی مذاق کیا جو بالآخر دوسرے لوگوں میں بھی رواج پکڑ گیا۔

برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۱/ مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوتی ہیں' ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے لہذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔ (برٹانیکا' ص:۴۹۶' ج:۱)

یہ بات اب بھی مبہم ہی ہے کہ قدرت کے اس نام نہاد ''مذاق'' کے نتیجے میں یہ رسم چلانے سے ''قدرت'' کی پیروی مقصود تھی' یا اس سے انتقام لینا منظور تھا؟

ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلو پیڈیا ''لاروس'' نے بیان کی ہے' اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے' وہ وجہ یہ ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا' موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں' لُوقا کی انجیل کے الفاظ یہ ہیں:

''اور جو آدمی اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) گرفتار کئے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے' اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (یعنی الہام) سے بتا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں'' (لوقا ۲۲: ۶۳ تا ۶۵)

انجیلوں میں ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالتِ عالیہ میں پیش کیا گیا' پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا' پھر پیلاطس نے انہیں ہیرو ڈیس کی عدالت میں بھیج دیا' اور بالآخر ہیرو ڈیس نے دوبارہ فیصلے کے لئے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیجا۔

الاروس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا' اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا اور چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا' اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔

اپریل فُول منانے کے نتیجے میں جس شخص کو بے وقوف بنایا جاتا ہے' اسے فرانسیسی زبان میں Poisson d`avril (پوائزن ڈیورل) کہا جاتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ April Fish (اپریل فِش) ہے' یعنی اپریل کی مچھلی (برٹانیکا' ص:۴۹۶' ج:۱) گویا جس شخص کو بے وقوف بنایا گیا ہے وہ پہلی مچھلی ہے جو اپریل کے آغاز میں شکار کی گئی۔ لیکن الاروس نے اپنے مذکورہ بالا موقف کی تائید میں کہا ہے کہ Poission (پوائزن) کا لفظ جس کا ترجمہ ''مچھلی'' کیا گیا ہے' درحقیقت اسی سے ملتے جلتے ایک اور فرانسیسی لفظ Posion (پوزَن) کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی ''تکلیف پہنچانے'' اور ''عذاب دینے'' کے ہوتے ہیں۔ لہذا یہ رسم درحقیقت اس عذاب اور اذیت کی یاد دلانے کے لئے مقرر کی گئی ہے جو عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہنچائی گئی تھی۔

ایک اور فرانسیسی مصنف کا کہنا ہے کہ دراصل Poisson (پوائزن) کا لفظ اپنی اصل شکل ہی پر ہے۔ لیکن یہ لفظ پانچ الفاظ کے ابتدائی حروف کو ملا کر ترتیب دیا گیا ہے' جن کے معنی فرانسیسی زبان میں بالترتیب عیسیٰ' مسیح' اللہ' بیٹا اور فدیہ ہوتے ہیں۔ گویا اس مصنف کے نزدیک بھی اپریل فول کی اصل یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی یادگار ہے۔ ...... (نظر و فکر ۶۶' تا ۶۹)

ان تاریخی حقائق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اپریل فول کی رسم یا وینس نامی دیوی کی طرف منسوب ہے یا (معاذ اللہ) قدرت کے مذاق کا ردعمل ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مذاق اڑانے کی یادگار ہے۔

تو بہر صورت اس رسم کا رشتہ کسی نہ کسی توہم پرستی یا گستاخانہ نظریہ سے ہے' اس لئے اسلامی اصول کے مطابق مسلمانوں کے لئے اس قسم کا دن منانا ہرگز جائز نہیں اور خصوصاً جب اس میں اس قسم کے کفریہ نظریات کے ساتھ اس میں دیگر گناہ مثلاً' دھوکہ' جھوٹ' دوسروں کو اذیت پہنچانے جیسے قبیح امور و اعمال کا آمیزا پایا جائے۔

مسلمانوں کو اس قسم کے بیہودہ اور خلافِ اسلام نظریہ کی پیروی کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

وھوالموفق

مختار اللہ حقانی۔ خادم التدریس والافتاء

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۲/ مارچ ۲۰۰۵ء